احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | بدھ ۸ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ، ۴ نبوت ۱۳۷۱ ہش، ۴ نومبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماضی کے اعمال اور مستقبل

یقینی اور قطعی علم تو خدا کو ہے کہ تمہارا مستقبل اچھا ہوگا یا بُرا۔ راحت والا ہوگا کہ دُکھ اور تکلیف والا۔ مگر ایک حد تک مستقبل کا اندازہ انسان کے گذشتہ اعمال سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اگر اس نے لنگڑے یا خاص الخاص یا ثمر بہشت کا درخت لگایا ہے تو اس سے لنگڑے یا خاص الخاص یا ثمر بہشت ہی پیدا ہوں گے۔ انگور یا سیب پیدا نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی وہ حنظل اور تمّہ پیدا ہوگا۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ ۔ الثانی)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دعائیں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اس مردِ بزرگ کی دعاؤں کو سُنے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس طرح دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ہمارے ساتھ بھی بعض دفعہ ایسا واقعہ ہؤا ہے اور پچھلے بزرگوں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ باوا غلام فریدؒ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی۔ مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا۔ تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدینؒ یا خواجہ قطب الدینؒ) دعا کے لئے فرمایا۔ انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دُعا مانگی کہ اے میرے خدا۔ اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے۔ یہ سُن کر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے انہیں ہی شروع کرو اور انہوں نے اس قدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فریدؒ کو شفا ہو گئی۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ ۱۸۲)

اللہ کی پناہ مانگیں۔ وہی ایک پناہ ہے جو دُنیا کے ہر مکر سے بچا سکتی ہے

از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ارضی حادثات بھی آسمان کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں اور خدا جب چاہے ان کو عذاب کی صورت میں ظاہر بھی فرما سکتا ہے۔ کسی قوم کے اُوپر ان کو عذاب کے طور پر ان کی کمر توڑنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (یہ سمجھتے نہیں) نے دو باتیں ظاہر کی ہیں کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ کہاں سے آ رہے ہیں۔ نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ ہماری بداعمالیاں ہیں جن کے نتیجہ میں یہ سزا ہے اور نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بداعمالیوں کے نتیجہ میں یہ سزائیں مرتب فرما رہا ہے۔ قانونِ قدرت تو قانونِ قدرت ہی ہیں مگر قانونِ قدرت اللہ کی مرضی کے تابع چل رہے ہیں۔

پھر فرمایا (۔) اور خدا تعالیٰ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ان کی حرکات کے دوران ان کو پکڑ لے۔ تنقلّب سے مراد ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرنا۔ یہ جو چالاکیوں سے کروٹیں بدلتے اور پینترے بدلتے ہیں یا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ ان کی سیاستیں بھی کروٹیں بدل رہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں یہ محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی چالاکیوں میں ان کو پکڑ سکتا ہے۔ انہی پینتروں میں یہ مارے جائیں گے (۔) یہ خدا کی تقدیر کو عاجز نہیں کر سکتے (۔) اللہ تعالیٰ اگر یہ فیصلہ فرمائے کہ رفتہ رفتہ ان کی عظمتیں پارینہ بنا دی جائیں اور رفتہ رفتہ یہ اپنی بلندیوں سے اترنا شروع ہوں اور دُنیا کی آنکھوں کے سامنے گھٹتے چلے جائیں اور آج جو طاقتور قومیں کہلاتی ہیں۔ یہ کل کمزور قوموں کی صورت میں دُنیا میں ظاہر ہوں۔ اگر خدا کی یہ تقدیر کام کرنا چاہے تو کون ہے جو خدا کے ہاتھ روک سکتا ہے۔

پس وہ قومیں جو مکر و فریب کے ذریعہ اور اپنی طاقت کے برتنے پر کمزوروں

باقی صـ ۷ پر

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جماعت کا ایک حصہ غیر تعلیم یافتہ بھی ہے اور ایک حصہ ایسا بھی ہے جہاں پڑھنے کا رواج ہی نہیں اور بعض لوگوں کے مزاج میں پڑھنے کی عادت بھی نہیں ہوتی اس لئے خطبات کے ذریعہ جتنا کثیر اور گہرا رابطہ جماعت سے ممکن ہے اتنا کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں ہے چنانچہ خطبہ کی کیسٹ کے ذریعہ رابطہ ..... کے میں نے بہت فوائد دیکھے ہیں رابطہ کا یہ ذریعہ بہت ہی مؤثر ثابت ہوا ہے"

(از خطبہ فرمودہ ۲۱ جنوری ۱۹۸۵ء)

سانحۂ ارتحال

○ مکرم محمد ابراہیم صاحب دفتر انصار اللہ ربوہ کے چچا مکرم چوہدری محمد اسماعیل صاحب مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو بستی آہیر ضلع لودھراں میں وفات پا گئے۔ آپ موصی تھے اس لئے ان کی میت ربوہ لائی گئی۔ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۹۲ء کو فجر کے بعد بیت الذکر محمود میں ان کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ نے دعا کروائی۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں۔

اعلان داخلہ

○ نظامت تعلیمات (مدارس) ڈیرہ غازیخان نے پی ٹی سی / سی ٹی / او۔ ٹی / آرٹ اینڈ کرافٹس سال ۹۳-۱۹۹۲ء کیلئے مختلف ریگولر ادارہ جات میں خالی سیٹوں پر داخلہ کے لئے مورخہ ۸ نومبر ۹۲ء تک متعلقہ ادارے میں درخواستیں طلب کی ہیں۔ ادارہ جات کی فہرست اور مزید تفصیلات کیلئے روزنامہ جنگ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۹۲ء ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۴۔ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ۴۔ نومبر ۱۹۹۲ء

آئین کے مطابق

سیاست کے لفظ کی تاریخ تو کچھ بہت پرانی نہیں ہے سینکڑوں سال بھی ہو تو اس دنیا میں انسانی تاریخ اتنی پرانی ہے کہ سینکڑوں سال کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ سیاست کے لفظ کی تاریخ کچھ بہت پرانی نہیں ہے لیکن سیاست کی روح بہت پرانی ہے اتنی ہی پرانی جتنی کہ اس زمین پر انسانی زندگی۔ انسان اکیلا نہیں رہ سکتا اور وہ کبھی بھی اکیلا نہیں رہا۔ گروہوں میں رہتا رہا ہے اور گروہوں ہی میں رہتا رہے گا۔ آجکل اس گروہ بندی کا نام معاشرہ ہے۔ معاشرہ سے الگ ہو کر رہنا اس کے لئے سزا سے کم نہیں اس لئے کہ وہ پیدا ہی ایسی فطرت پر ہوا ہے جو گروہی ہے۔ مل جُل کر رہنے والی۔

اور ہر گروہ کو طرز بودوباش کے سلسلہ میں بعض باتوں کو سامنے رکھنا ازبس ضروری ہے۔ ان باتوں کو لوگ ــ اور ہم بھی ــ اصول کہتے ہیں یعنی ہر گروہ کی طرز بودوباش یقیناً بعض اصولوں کی پابند ہوتی ہے۔ پہلے پہل یہ اصول وضع نہیں کئے جاتے تھے بلکہ ازخود بہتے ہوتے پانی کی طرح زندگی میں ڈھلتے رہتے تھے۔ کیا برا ہے اور کیا اچھا ہے کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے تجربہ یہ سب باتیں سکھاتا تھا۔ پھر انسان نے اس سے ایک قدم آگے بڑھایا اور اصول وضع کرنے شروع کر دئے۔ شروع میں ایک ہی شخص جسے بادشاہ کہا جاتا تھا اصول وضع کرتا تھا۔ اسکی مرضی اور اس کا خیال قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور اس کے بعد ایسی مجلسیں قائم ہوئیں جو انسانوں کے لئے ایسے قانون بنانے لگیں جنہیں سیاسی کہا جا سکتا ہے یہ مجلسیں اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں کہلائیں۔ ان کے قوانین آئین کہلائے۔ یہ بنتے بھی ہیں اور بدلتے بھی ہیں۔ یہ اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی۔ بعض لوگ ان قوانین میں سے بعض کو کالے قوانین کہتے ہیں۔ حکومت خود قانون بناتی ہے اور پھر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ چونکہ لوگوں کو ان قوانین کے مطابق حقوق مل رہے ہیں اسلئے نظام منصفانہ اور عادلانہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اسمبلی یہ قانون بنا دے کہ کچھ لوگ سر کے بل چلیں اور ایسا نہ کر سکیں تو انہیں سزا دی جائے یا کہا جائے کہ ایک ٹانگ پر چلو اور اگر کچھ لوگ اپنی مشکلات کا ذکر کریں تو یہ کہہ دیا جائے کہ آئین کے مطابق عمل ہو رہا ہے کیا یہ کافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس موضوع کو آپ خود سوچئے اور اسے پھیلا کر دیکھئے۔

اپنے اپنے ظرف کی یہ بات ہے
کچھ کسی کو داد دے کر خوش رہے
کچھ بہت جز بز ہوئے ہر بات پر
ناپسندیدہ کئی جملے کہے!

ابوالاقبال

کوئی شب اچھی نہیں کوئی سحر اچھی نہیں
آج بھی اخبار کی کوئی خبر اچھی نہیں

جو بھی اُس جانب گیا مُڑ کر نہیں آیا کبھی
کون بتلائے اسے سمتِ سفر اچھی نہیں

کس کو آئینے سے باہر دیکھنے کا ہوش ہے
کس کو سمجھاؤں زمانے کی نظر اچھی نہیں

سب کے سب کانٹے بچھائے جا رہے ہیں راہ میں
سب کے سب کہتے ہیں اپنی رہگذر اچھی نہیں

خود ہی اُس نے شاخ کو کاٹا شجر سے اور اب
خود ہی کہتا ہے یہ شاخِ بے ثمر اچھی نہیں

دیکھ اکبرؔ سوچ لے۔ انجام کو بھی دیکھ لے
ہم کہے دیتے ہیں یہ طرزِ ہنر اچھی نہیں

اکبرؔ حمیدی

دوسروں کو نصیحت کرنے سے انسان کو نیک کاموں کی توفیق ملتی ہے

کوشش کرو کہ خدا تعالےٰ کی عظمت۔ جبروت کا ذکر ہو اور اپنی غلطیوں کی بھی اصلاح کرو۔ چوری۔ بدنظری۔ بدکرداری اور دیگر تمام بدیوں کو پہلے خود چھوڑ دو اور یہ وعظ اس لئے نہ ہو کہ بس آپ کھڑے ہوئے یہ کہو کہ میرے لئے کچھ پیسے جمع کرو بلکہ محض اللہ کے لئے کرو۔ میں سَالَ سائلؔ کے لئے پکا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ الٰہی کچھ اسی طرح تھا۔ یہ بڑا معرفت کا نکتہ ہے جو میں نے تمہیں سنایا ہے اور دوسروں کو ہر روز نصیحت کرو۔ اس سے تین فائدے ہوتے ہیں۔ اوّل خدا کے نہی عن المنکر کی تعمیل ہوتی ہے۔ دوسرے ممکن ہے کہ جس کو نصیحت کی جائے اس کو نیک کاموں کی توفیق ملے۔ تیسرے جب انسان اپنے نفس کو مخاطب کرتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے اور اس کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ تمہارے بیان میں خدا کی عظمت اور اس کی قدرت و تصرف کا ذکر ہو۔ اس کا تین طرح دنیا میں مقابلہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ مونہہ پر کہہ دیتے ہیں کہ نہ ہم مانتے ہیں اور نہ ہم سُننا چاہتے ہیں اور بعض سنتے ہیں مگر عمل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ قسم قسم کی وجوہات نکال کر وعظ میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر واعظ کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرے اور اپنا کام کرتا جائے۔

(ارشاد حضرت امام جماعت اُحمدیہ الاوّل از خطبہ فرمودہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیفیت جلسہ سالانہ قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے تاثرات بیان کرتے ہوئے ۲ جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھا کہ مرزا صاحب (حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے مجھے بھی باوجودیکہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں۔ نہ صرف مخالف بلکہ بدگو بھی اور مکرر سہ کرر مجھ سے وقوع میں آچکا ہے۔ جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جن میں ایک رجسٹری بھی تھا بھیجے اگرچہ پیشتر بسبب جہالت اور مخالفت کے میرا ارادہ جانے کا نہ تھا لیکن مرزا صاحب کے بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا۔ حضرت میر صاحب نے بیان فرمایا کہ میں ۲۷ تاریخ کو دوپہر سے پہلے قادیان میں پہنچا۔ اس وقت مولوی حکیم نورالدین صاحب مرزا صاحب کی تائید میں بیان کر رہے تھے اور قریب ختم کے تھا۔ افسوس کہ میں نے پورا نہ سنا۔ لوگوں سے سنا کہ بہت عمدہ بیان تھا۔ پھر حامد شاہ صاحب نے اپنے اشعار پڑھے۔ اشعار عمدہ تھے اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عنایت فرماوے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ملاقات کے بارے میں لکھا کہ جب میں مرزا صاحب سے ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہو گیا گویا مرزا صاحب کی نظر سرمہ کی سلائی تھی جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا اور غیظ و غضب کے نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا۔ اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے نظر آنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی۔ مرزا صاحب کے سوا اور کئی بھائی اس جلسہ میں ایسے تھے جن کو میں حقارت اور عداوت سے دیکھتا تھا۔ اب ان کو محبت و الفت سے دیکھنے لگا اور یہ حال ہوا کہ کل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محب تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے۔ بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا جس کے سننے سے میرے تمام شبہات رفع ہو گئے اور آنکھیں کھل گئیں۔

حضرت میر صاحب نے رات کو ہونے والی حضرت بانیٔ سلسلہ کی تقریر کا عمدہ انداز میں بیان فرمایا۔ اس کے علاوہ بعض احباب نے جو اپنی باتیں اور خواب وغیرہ بیان فرمائے ان کا تذکرہ کیا اس کے بعد آپ نے لکھا کہ اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے نور ٹپک رہا تھا۔ امیر غریب نواب انجنیئر تھانہ دار تحصیلدار زمیندار سوداگر حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ حضرت میر صاحب نے لکھا کہ مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب سے محبت رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کے سینکڑوں ایسے صادق دوست ہیں جو مرزا صاحب پر دل و جان سے قربان ہیں۔ اختلاف کا تو کیا ذکر ہے روبرو اُف تک نہیں کرتے۔ حضرت میر صاحب نے لکھا یہ محبت نیکوں کی خدا کے ساتھ دلی محبت کا نتیجہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو ملنے کے لئے لاہور، امرتسر، پشاور، کشمیر، جموں، سیالکوٹ، کپورتھلہ، لدھیانہ، بمبئی، ممالک شمال و مغرب اودھ وغیرہ سے لوگ گھر سے بوریا بدھنا باندھے چلے آتے ہیں۔ یہ آنے والے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور صاحب علم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے لئے دلوں کو متوجہ کر دیا کہ اپنا آرام چھوڑ کر وطن سے جدا ہو کر روپیہ خرچ کر کے قادیان میں آکر زمین پر سوتے ہیں۔ بلکہ ریل میں ایک دو رات جاگے بھی ضرور ہوں گے اور کئی پاپیادہ بھی چل کر حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت میر صاحب نے لکھا کہ میں نے ایک شخص کے بھی منہ سے کسی قسم کی شکایت نہیں سنی۔ مرزا صاحب کے گرد ایسے جمع ہوتے تھے جیسے شمع کے گرد پروانے۔ جب مرزا صاحب کچھ فرماتے تھے تو ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے۔

حضرت میر صاحب نے حضرت بانیٔ سلسلہ کی خدمات دین کا ذکر کیا۔ حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں میں جو تغیر پیدا ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے میر صاحب موصوف نے لکھا کہ وہی نیچری جو صورت سے بھی نیک نہ لگتے تھے اب صاحب ایمان لوگوں کی سی سیرت اختیار کر گئے ہیں۔ اہلکاروں تھانہ داروں نے رشوتیں لینی چھوڑ دی ہیں۔ نشہ بازوں نے نشے ترک کر دیئے ہیں۔ کئی لوگوں نے حقہ تک ترک کر دیا ہے۔

آخر میں انہوں نے لکھا یا اللہ تو ہمیں اپنی محبت عنایت کر اور بے یقینی اور ترددات سے امان بخش۔ ہماری انانیت دور کر دے اور حرص و ہوا سے نجات بخش۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقین عمل

ہماری انجمن کا نام بھی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تشحیذ الاذہان رکھا تھا۔ یعنی وہ انجمن جس کے ممبران کا یہ فرض ہے کہ وہ ذہنوں کو تیز کریں اور درحقیقت بچپن میں ہی ذہن تیز ہو سکتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بہت بڑی ذمہ داری استادوں پر عائد ہوتی ہے مگر افسوس کہ ہم اپنے بچوں کے بہت سے اوقات کتابوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور وہ حقیقی فائدہ جس سے قوم ترقی کرتی ہے اس کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا فرض ہے کہ ہماری کھیلیں اس رنگ کی ہوں جن سے ہمارے ذہن تیز ہوں۔ ہماری تعلیم اس رنگ کی ہو جس سے ہمارے ذہن تیز ہوں۔ ہماری انجمنوں کے کام اس رنگ کے ہوں جن سے ہمارے ذہن تیز ہوں۔ اور یہ چیز علم سے بھی مقدم ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تھوڑے علم سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ لیکن ذہن کے کند ہونے کی وجہ سے خواہ انسان کے پاس کتنا بڑا علم ہو نجات سے محروم رہ جاتا ہے۔

ہم یورپین قوموں کو دیکھتے ہیں ایک لمبے تجربہ کی وجہ سے ان میں ذہانت کا نہایت بلند معیار قائم ہے۔ حالانکہ وہ شراب نوش قومیں ہیں۔ وہ سؤر کھاتی ہیں مگر باوجود شراب نوشی اور مردار خوار ہونے کے انکے ذہن نہایت تیز ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک وسیع تجربہ نے ان کے دماغوں میں نہایت صفائی پیدا کر دی ہے۔

پچھلے دنوں جب جنگ کا خطرہ پیدا ہوا تو انگریز مدبرین نے ہر طرح کی کوشش کر کے اس جنگ کو روکا۔ مگر جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ لڑائی میں کودنا پسند نہیں کرتے تھے۔ یا بزدلی اس کی محرک تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے سارے ملک کے انتظام پر نگاہ ڈالی اور انہوں نے محسوس کیا کہ ابھی ہمارے اندر کئی قسم کی خامیاں ہیں۔ اور اگر ہم اس وقت لڑ پڑے تو ہماری شکست ہوگی۔ پس وہ بزدلی یا بے غیرتی کی وجہ سے پیچھے نہیں ہٹے۔ جیسا کہ غلطی سے سمجھا جاتا تھا بلکہ انہوں نے جب اپنے انتظام پر نگاہ دوڑائی تو انہیں اپنے انتظام میں بعض نقائص اور خلل نظر آئے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس وقت لڑنا ٹھیک نہیں۔ بے شک سامان جنگ بھی کم ہے مگر جیسا کہ بعض مدبرین نے کہا ہے اگر جنگ میں کود پڑتے تو وقت پر تمام سامان مہیا کیا جا سکتا تھا۔ مگر انہوں نے سمجھا کہ اگر ہم نے تمام سامان مہیا بھی کر لیا تب بھی ہمارا انتظام ابھی ایسا مکمل نہیں کہ ہم اس سامان سے پورا فائدہ اٹھا سکیں پس انہوں نے دانائی سے کام لے کر جنگ کے خطرے کو دور کر دیا۔ لیکن اگر کوئی ایشیائی ہوتا تو وہ ایسے موقعہ پر سوائے اس کے اور کچھ نہ کہتا کہ غیرت غیرت کود پڑو اور مر جاؤ حالانکہ قوم کا صرف مر جانا ہی کام نہیں ہوتا بلکہ فتح پانا بھی کام ہوتا ہے۔

تو ہمارے نوجوانوں کو ذہین بننا چاہیئے اور ان کی نظر وسیع ہونی چاہیئے یہ جب بھی کوئی کام کریں انہیں چاہیئے کہ اس کے سارے پہلوؤں کو سوچ لیں اور کوئی بات بھی ایسی نہ رہے جس کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی ہو۔ یہی نقص ہے جس کی وجہ سے میں نے دیکھا ہے کہ روحانیات میں بھی ہمارے آدمی بعض دفعہ فیل ہو جاتے ہیں اور وہ شکایت کرتے رہتے ہیں کہ ہم (عبادت کرتے ہیں) مگر ہمیں خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوتی۔ حالانکہ میں نے بارہا بتایا ہے کہ صرف (عبادت کی طرف اشارہ ہے) سے خدا تعالیٰ کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا قرب

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون۔سین

شرح پیدائش

واشنگٹن میں ایک نئے مطالعے میں بتایا گیا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں سے ۱/۳ حصے سے زیادہ ایسا ہے جہاں شرح پیدائش پر تسلی بخش طور پر کنٹرول ہو رہا ہے۔ جہاں تک افریقی ملکوں کا تعلق ہے ان میں سے تقریباً آدھے ملک ایسے ہیں جہاں یہ کام تسلی بخش طریق پر آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ مطالعہ گذشتہ پانچ سال کے عرصے میں پہلا مطالعہ ہے۔ جہاں تک شرح پیدائش کے کم کرنے کے پروگرام کا تعلق ہے۔

۹۵ ترقی پذیر ممالک میں سے ۵۷ کا کام تسلی بخش ہے اس سے پہلے ۱۹۸۷ء میں سروے کیا گیا تھا۔ اور اب ۱۹۹۲ء میں سروے کیا گیا ہے۔ اگرچہ باوجود ان ممالک میں شرح پیدائش کے کم ہونے کے دنیا بھر کی آبادی میں (۱۹۸۲ء سے) "ضرورت" سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ورلڈ واچ انسٹی ٹیوٹ (WORLD WATCH) نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ گذشتہ سال ۹ کروڑ ۲۰ لاکھ نفوس کا اضافہ ہوا۔ اس رپورٹ میں شرح پیدائش میں کمی کے سلسلے میں ایران اور بوٹسوانا کو سب سے بہتر قرار دیا گیا۔ سب صحرا افریقہ صرف بوٹسوانا ایک ایسا ملک ہے۔ جو اس سلسلے میں اچھے نمبر حاصل کر سکا ہے۔ ان ممالک میں امریکہ، میکسیکو، جاپان، آسٹریلیا اور یورپ کے اکثر ممالک شامل ہیں۔ اس مطالعہ میں دس عوامل پر غور کیا گیا تھا۔ جن میں یہ بات بھی شامل تھی کہ برتھ کنٹرول سے آگاہی اور اسقاط حمل کی قانونی پوزیشن کیا ہے۔ اور فیملی پلاننگ پروگرام کا معیار کیا ہے۔ کل نمبر ۱۰۰ تھے۔ ڈنمارک نے ۹۷ نمبر حاصل کئے۔ نیدرلینڈ، سویڈن، ناروے اور آسٹریلیا نے اس سے کم لیکن اچھے (GOOD) کی فہرست میں شامل ہو گئے۔ دیگر ممالک جنہوں نے بہتر ریکارڈ پیش کیا ان میں شام، ہنڈوراز، لوگنڈی، بیرو، مصر نائیجیریا، ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو شامل ہیں اس طرح زیمبیا، گنی اور کینیا بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔

ثقافتی ورثہ

آرکیالاجیکل اور ثقافتی ورثے کی حفاظت کے لئے پہلے سے زیادہ بہتر انتظامات کرنے کے فیصلے کئے جا رہے ہیں۔ پرانی انسانی تہذیبوں کی یاد کو قائم رکھنے کے لئے ایسا کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہ بات چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے اطلاعات اور ثقافت سید فصیح اقبال نے ایک میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے لاہور میں کہی۔ آپ نے کہا کہ ہمارے پاس مہرگڑھ اور گندھارا جیسے مقامات پاکستان میں موجود ہیں۔ جو نہایت قیمتی ثقافتی اثاثہ ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان کی حفاظت کے بہتر سامان کئے جانے چاہئیں۔ تاکہ پرانی تہذیبوں کی باقیات سے لوگوں کو آگاہی ملتی رہے آپ نے کہا کہ عنقریب قومی ورثے کے لئے ایک حفاظتی پالیسی کا اعلان کیا جائے گا۔

وفاقی وزیر صنعت اور ثقافت شیخ رشید احمد نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آرکیالوجی کے محکمے کو چاہئے کہ وہ ان مقامات کی حفاظت کے انتظام کو زیادہ بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ آپ نے اس بات پر بھی توجہ دلائی کہ یہ مقامات ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہیں اور ہمیں اپنی پرانی تاریخ اور تہذیب کو یاد دلانے میں ایک بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جس کمیٹی نے یہ فیصلے کئے اس نے مزید یہ بھی فیصلہ کیا کہ مہرگڑھ میں جو کھدائی ہو رہی ہے اس کا ایک مکمل سروے کیا جائے اور اسے محفوظ علاقہ قرار دیا جائے مہرگڑھ میں ایک ریئیسائی عجائب گھر قائم کیا جائے گا۔ جو مسٹر غوث بخش ریئیسائی کے اعزاز میں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے مہرگڑھ کی حفاظت اور اس کی کھدائی کے انتظامات شروع کئے تھے۔ یہاں پر کل وقتی سٹاف رکھا جائے گا۔ جو اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ آپ نے کہا کہ آئندہ جو بھی بیرونی ملک کی کھدائی کرنے والی ٹیم آئے گی اسے کہا جائے گا کہ وہ اپنی ٹیم میں تین مقامی افراد کو شامل کرے یہ تین افراد بیرونی ممالک سے آنے والی ٹیم کی ہر ممکن مدد کریں گے۔

پنجاب اسمبلی / فوٹوگرافر

کہا جاتا ہے کہ پنجاب اسمبلی اس بات پر غور کر رہی ہے کہ اسمبلی میں فوٹوگرافروں کو تصویریں اتارنے کی اجازت نہ دی جائے۔ خانزادہ تاج محمد نے سپیکر کی توجہ اس بات کی طرف دلائی کہ ایک فوٹوگرافر نے ان کی تصویر ایسی حالت میں اتاری جبکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ ان کے اردگرد کوئی دوسرا رکن اسمبلی نہیں دکھایا گیا اور اس لئے اخبار نے اس تصویر کو شائع کیا اور یہ تاثر دیا کہ اس وقت ہال خالی تھا۔ یہ سوال وجواب کے موقعہ کی بات ہے سپیکر نے کہا کہ انہوں نے ایک اخبار میں ایسی تصویر بھی دیکھی ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ وہ ایک ایسے ہاؤس کی صدارت کر رہے ہیں جس کا کورم پورا نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قومی اسمبلی سینیٹ اور دیگر صوبوں کی اسمبلیوں میں فوٹوگرافروں کو داخلے کی اجازت نہیں۔ وہ بھی اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ پنجاب اسمبلی میں بھی فوٹوگرافروں کی آمد کو روکا جائے۔ البتہ انہوں نے یہ کہا کہ یہ فیصلہ صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب اسمبلی میں اراکین سے اکثریت موجود ہو۔ اور وہ فیصلہ کریں کہ فوٹوگرافروں کو اسمبلی کی کارروائی کی فوٹو لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے فیصلے کے لئے اکثریت کی رائے درکار ہے۔

بقیہ: صد ۳ سے آگے

انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔

حقیقی دین تو ایک مکمل عمارت کا نام ہے مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ تم مکمل عمارت کا فائدہ صرف ایک دیوار سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تم خود ہی بتاؤ اگر کسی قلعہ کی تین دیواریں توڑ دی جائیں اور صرف ایک دیوار باقی رہنے دی جائے تو کیا اس ایک دیوار کی وجہ سے اس قلعہ کے اندر رہنے والا محفوظ رہ سکتا ہے۔ یقیناً جب تک اس کی چاروں دیواریں مکمل نہ ہوں گی اس وقت تک اس قلعہ کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب محض (عبادت کی ایک شق) کی وجہ سے حاصل نہیں ہوگا بلکہ اور جس قدر احکام دین ہیں ان سب پر عمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ (عبادت کی ایک شق) تو پڑھتے ہو لیکن تمہیں جھوٹ کی عادت ہے۔ یا (عبادت کی ایک شق) تو پڑھتے ہو۔۔۔۔۔ مگر کسی غریب کا مال ظالمانہ طور پر کھا جاتے ہو تو تمہارا یہ امید کرنا کہ تمہاری (مختلف) تمہیں فائدہ دے نادانی ہے۔ کیونکہ تم اپنی روحانی عمارت کو چاروں گوشوں سے مکمل نہیں کرتے تم ایک طرف اگر پچاس فٹ چوڑی دیوار بھی کھڑی کر دیتے ہو تو تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی لیکن اگر تم چار انچ کی دیوار چاروں طرف بنا کر اس پر چھت ڈال دو تو وہ عمارت تمہیں سردی گرمی سے محفوظ رکھ سکتی ہے یا سردی اور خطرات سے بچا سکتی ہے بلکہ چار انچ کی دیوار کیا اگر تم سرکنڈے لے کر ان کا ایک جھونپڑا بنا لو یا بانس کی تیلیوں سے ایک جھونپڑی بنا لو تو گو وہ مضبوط نہیں ہوگی مگر تم اس میں امن سے رہ سکو گے۔ تم سو فٹ چوڑی صرف ایک دیوار کھڑی کر دو فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تم آدھ انچ کی سرکنڈے کی دیواریں چاروں طرف کھڑی کر دو جیسا کہ عام طور پر بیٹ کے علاقے میں زمیندار لوگ بناتے ہیں تو تم اس سے وہ تمام فائدے اٹھا لوگے جو ایک مکمل عمارت سے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ تم اس جھونپڑی میں وہ تمام شرائط پوری کر دوگے۔ جو ایک مکان کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں تم اس میں رات کو سو بھی سکو گے۔ تم سردی سے بھی بچ سکو گے تم بارش سے بھی محفوظ رہو گے اور چوروں سے بھی بچ رہو گے۔ کیونکہ چور آخر ان سرکنڈوں کو توڑ کر اندر داخل ہوگا اور جب وہ اندر داخل ہونے کے لئے سرکنڈے توڑے گا۔ تو تمہاری آنکھ کھل سکتی اور تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو اسی طرح تم اس جھونپڑی میں بیٹھ کر پردہ قائم رکھ سکتے ہو اور اگر میاں بیوی اندر بیٹھے اختلاط کر رہے ہیں تو کوئی ان پر نظر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن اس کی بجائے اگر تم سو فٹ چوڑی دیوار ایک طرف کھڑی کر دو اور باقی اطراف کو خالی رہنے دو تو تمہیں ان فوائد میں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ پاکستان ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں جناب قاضی جاوید کا مضمون

شناختی کارڈ کا مسئلہ

روزنامہ پاکستان ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء کا ایک کالم۔ "پاکستان" کے شکریہ کے ساتھ۔ (ادارہ)

شائد ہم میں سے کسی کو بھی اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہوا کہ قانون اور انصاف کے وفاقی وزیر چوہدری عبد الغفور نے قومی اسمبلی میں اعلان کیا تھا کہ حکومت شناختی کارڈوں پر مذہب کے اندراج کا قطعی ارادہ نہیں رکھتی، کیونکہ اس سے فرقہ پرستی کا زہر پھیلے گا۔ اس کے چند ہی روز بعد مذہبی امور کے وزیر کی صدارت میں یہ فیصلہ طے پا گیا کہ شناختی کارڈ پر شہریوں کے مذہب کا اندراج کیا جائے گا۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی، ملک بھر میں جب اقلیتی گروہ فرقہ پرستی کی اس سرکاری سرپرستی پر احتجاج کر رہے تھے تو پاکستان ٹیلی ویژن یہ اطلاع دے رہا تھا کہ وزیر اعظم کو فرقہ پرستی کے فروغ پذیر رجحان پر گہری تشویش ہے اور انہوں نے اس کے خاتمے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرنے کا عہد کیا ہے۔ ساتھ ہی اقلیتی امور کے وزیر سہوترا صاحب دیوالی کے موقع پر پاکستانی ہندوؤں کے زخموں پر یہ کہہ کر نمک چھڑک رہے تھے کہ پاکستان میں انہیں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور حکومت ان کی فلاح و بہبود سے غافل نہیں ہے۔

آخر اس کھلے تضاد پر ہمیں کیوں تعجب نہیں ہوتا، میں نے اس سوال پر سوچا ہے اور بہت سے دوستوں سے پوچھا بھی ہے، وجہ شائد اس کی بہت سیدھی سادھی ہے۔ ہم نے مان لیا ہے کہ ہمارا معاشرہ بیمار ہے، ہمارا اجتماعی ذہن ٹوٹ پھوٹ چکا ہے، اس میں استقلال، منطق، معقولیت اور توازن کے لئے کوئی جگہ نہیں رہی۔ یہ ایک اجتماعی پاگل خانہ ہے۔ جس میں ہر قدم پر ایک نیا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ پچھلے تمام فیصلوں کی، قومی زندگی کی بنیادوں کی تہذیب اور شائستگی اور روح عصر کے تمام تقاضوں کی نفی ہی کرتا ہو۔ شناختی کارڈ سے متعلق نئے فیصلے کی آخر ضرورت کیا تھی؟ اس سوال کا ایک واقعاتی جواب ہے اور دوسرا جواب مذہبی امور کے وزیر مولانا عبد الستار نیازی صاحب نے دیا ہے۔ واقعاتی جواب یہ ہے کہ عوامی تائید سے محروم دو چار جماعتیں کارڈ پر مذہب کے اندراج کا مطالبہ کرتی رہی ہیں اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں انہوں نے اپنے مطالبے پر زور دینے کے لئے قومی اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ متوقع مظاہرے سے صرف ایک روز پہلے حکومت نے نہایت عجلت میں، تمام اقلیتوں اور خود اکثریت کے تعلیم یافتہ، شائستہ اور انسان دوست عناصر کے احساسات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اس مطالبے کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔

محترم نیازی صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ شناختی کارڈ پر مذہب کے اندراج کا فیصلہ حکومت نے کسی دباؤ کے تحت نہیں کیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ملک میں اقلیتوں کے لئے جداگانہ انتخابات کا نظام رائج ہے، اس نظام کے تقاضے اس وقت تک پورے نہیں ہوتے جب تک تمام رائے دہندگان کے مذہب کی نشاندہی شناختی کارڈ پر نہ ہو، لہٰذا ملک کے اعلیٰ ترین مفاد میں حکومت نے شناختی کارڈوں پر مذہب کا خانہ بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مولانا نے کچھ اور باتیں بھی کہی ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس فیصلے کی مخالفت کرنے والے ملک اور قوم کے دشمن ہیں، وہ نظریہ پاکستان کے باغی ہیں اور قوم میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

خیر یہ بات تو ہم پہلے سے جانتے ہیں کہ مولانا کی رضامندی سے ہونے والے کسی فیصلے چاہے اس کا تعلق کھانے اور لباس کے انتخاب ہی سے کیوں نہ ہو کی مخالفت صرف ملک و قوم کے دشمن اور نظریہ پاکستان کے باغی ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن مؤدبانہ انداز میں یہ تو پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر شناختی کارڈ پر مذہب کے اندراج کا فیصلہ جداگانہ انتخابات کے تقاضے پورے کرنے کے لئے کیا گیا ہے تو:۔

○ یہ فیصلہ چند مذہبی گروہوں کی طرف سے مظاہرے کی دھمکی کے فوراً بعد کیوں ہوا ہے؟

○ یہ فیصلہ مذہبی امور کے وزیر کی صدارت میں کیوں ہوا ہے، وزیر داخلہ کی صدارت میں کیوں نہیں ہوا؟

○ الیکشن کمیشن نے کیا اس ضمن میں کوئی سفارش کی تھی؟

○ کیا الیکشن کمیشن کو کبھی اس امر کی شکایتیں موصول ہوئی ہیں کہ اقلیتوں کے انتخابات میں اکثریتی گروہ کے افراد ووٹ ڈالنے آجاتے ہیں۔ اور ان کی شناخت کرنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں؟

○ کیا پہلے سے موجود شناختی کارڈوں پر نام اور تصاویر موجود نہیں؟ اقلیتی رائے دہندگان کی کیا الگ سے فہرستیں موجود نہیں۔

○ کیا شناختی کارڈ انتخابات میں سے دھاندلیوں کو روکنے میں ناکام نہیں ہو چکے، اس حوالے سے وہ اپنی افادیت کھو چکے ہیں، اور انہیں جداگانہ یا غیر جداگانہ کسی قسم کے انتخابات میں مفید طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

○ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ ملک کے لاکھوں شہریوں کی زندگی کو متاثر کرنے والا یہ معاملہ قومی اسمبلی میں کیوں پیش نہیں کیا گیا۔ محض ایک وزیر کی صدارت میں کیوں اتنا بڑا قدم اٹھایا گیا ہے اور اس وزیر نے بھی کسی اقلیتی نمائندے سے صلاح مشورہ کرنا ضروری کیوں نہیں سمجھا۔

یہ وہ سوالات ہیں جن کا کبھی کوئی جواب نہ ملے گا، وہ تو بس صدا بصحرا کی مانند ہیں، لیکن کارڈ کا معاملہ جن لوگوں پر اثر انداز ہو گا، وہ گوشت پوست کے انسان ہیں، وہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ معاشرے میں پہلے ہی محرومیوں کا شکار ہیں اور اب ایسے قانون بھی بننے لگے ہیں جو انہیں دوسرے بلکہ تیسرے درجے کے شہری بنا دیں گے۔ کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ نئے شناختی کارڈ اقلیتی شہریوں کے خلاف زیادہ امتیازی سلوک کا وسیلہ بن جائیں گے ان سے معاشرے میں نفرت اور تعصب کا زہر اور پھیلے گا۔ زندگی میں اقلیتوں کے لئے جو چند دروازے کھلے رہ گئے تھے، وہ بھی بند ہو جائیں گے۔

تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے، وہ یہ ہے کہ جن گروہوں کے مطالبے پر شائستگی اور اسلامی روایات کی نفی کرنے والا یہ فیصلہ کیا گیا ہے، وہ اس فیصلے سے قطعی طور پر مطمئن نہ ہوں گے۔ اصل میں تو وہ نفسیاتی طور پر غیر مطمئن اور غیر ہم آہنگ گروہ ہیں، ان کی بے اطمینانی کی گہری نفسیاتی جڑیں ہیں، خیر خارجی طور پر بھی دیکھا جائے تو شناختی کارڈ پر مذہب کا اندراج ان کے لئے صرف پہلا قدم ہے۔ ان کے اصل مطالبات تو یہ ہیں کہ اقلیتوں کو ملازمتوں سے نکالا جائے، ان کا سماجی و معاشی بائیکاٹ کیا جائے اور بالآخر انہیں جہنم کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ پتہ نہیں کہ مملکت نے اس آخری مطالبے کو پورا کرنے کا پروگرام تیار کر لیا ہے یا نہیں، لیکن اس میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جس راہ پر مملکت قدم اٹھا رہی ہے، اس پر جلد ہی وہ مقام بھی آجائے گا جس پر اقلیتوں کو جہنم ارسال کرنے کا بندوبست کرنا پڑے گا۔

کہتے ہیں کہ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنا چاہیئے، اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی تائید کرنے والوں کو اس مقولے پر غور کرنا چاہیئے۔ بات یہ ہے کہ مذہبی تقسیم کا عمل ایک بار شروع ہو جائے تو وہ رکا نہیں کرتا۔ وہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز سے شروع ہو کر بالآخر مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان دیواروں کو اونچا کرنے کی طرف لے جائے گا، سچ تو یہ ہے کہ یہ کام پہلے ہی شروع ہو چکا ہے۔ اب تو کہنے والے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر جداگانہ انتخابات کے تقاضے پورے کرنے کے لئے شناختی کارڈ پر مذہب کا اندراج ضروری ہے تو پھر کارڈ پر شیعہ سنی کی تمیز کرنے سے بینکوں سے زکوٰۃ کی کٹوتی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ گویا شناختی کارڈ پر فرقے کے اندراج سے حکومت کو کروڑوں روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے کہ ہزاروں لاکھوں اکاؤنٹ ہولڈر زکوٰۃ کی جبری کٹوتی سے بچنے کے لئے شیعہ بن چکے ہیں۔

بہر حال یہ سب کچھ افسوسناک ہے، مذہبی تفریق اور اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی حوصلہ افزائی سے سب سے زیادہ دکھ نیک دل، شائستہ اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کو ہوا ہے، انہیں اپنی مذہبی تعلیمات میں کوئی ایسا نکتہ نہیں ملتا جس سے انسانوں کے درمیان تفریق کا درس دیا گیا ہو۔ اس لئے وہ امتیازی سلوک کی پالیسیوں کو اپنی توہین اور اپنے مذہب کی خلاف ورزی خیال کر رہے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال پہلے محمد بن قاسم کی فوجوں کا سندھ میں استقبال اس لئے ہوا تھا کہ وہ انسانی مساوات اور بھائی چارے کا پیغام لے کر آیا تھا۔ ان صدیوں میں ہزاروں علماء اور صوفیائے کرام اس برصغیر میں انسانوں کے درمیان حائل دیواریں گراتے رہے ہیں اور آج ان کے نام لیوا پھر سے دیواریں تعمیر کرنے لگے ہیں۔

آیئے ہم ذرا سوچیں کہ بانی پاکستان

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدف رفیق چوہدری

وقار عمل

سب سے پہلے میں وقار عمل کا مطلب واضح کرنا چاہتی ہوں۔ وقار عمل دو الفاظ کا مرکب ہے۔ نمبر ایک وقار اور نمبر دو عمل۔ ان دونوں لفظوں کے مجموعے کا نام وقار عمل ہے۔ انگریزی زبان میں وقار کے لئے DIGNITY کا لفظ اس مفہوم کو شاندار طریقے سے ادا کرتا ہے۔ الغرض وقار عمل کام کی شان و شوکت، مسلسل عمل اور اس کی عظمت کا نام ہے۔

انسان اپنی زندگی کے مقصد کو تلاش کرنے کے لئے جب بھی میدان میں نکلا سب سے پہلا تصور عمل ہی اس کے ذہن میں جاگزیں ہوا۔ اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد انسان کی اپنی ذات میں وقار کا متلاشی ہے اور اس وقار کے حصول کے لئے عمل کو جنم دینا لازمی بات ہے۔ بغیر حرکت کے برکت کا حصول ناممکنات میں سے ہے۔ انسان کے لئے اشرف المخلوقات کا مقام اور مرتبہ بیان فرمایا گیا ہے۔ تمام تر حصول مرتبہ عمل میں پنہاں رہا ہے۔

یہ الفاظ وقار اور عمل دراصل انسانی مرتبت کو بڑھانے بلندیٔ مقاصد کے نشاندہی کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جو ہماری موجودہ نسل کو عمل کی دعوت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے وقار حاصل کرنے کا مژدہ بھی ہے کہ اگر تمہیں دنیا میں اپنے لئے عظمت اور بڑھائی مقصود ہے اور وقار کا حصول امیدگاہ ہے تو اپنے لئے ان دو الفاظ کے مجموعے (وقار عمل) کو دنیا میں شعار بنالیں۔ اور یہ زندگی کے ادنیٰ سے ادنیٰ عمل کو شروع کرکے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب تک پہنچنے کا عظیم الشان زینہ ہے۔ خواہ وہ میدان علم ہو۔ زراعت کا میدان ہو۔ کشتی اور اکھاڑے کا میدان ہو۔ الغرض کوئی بھی میدان ہو اس میں جیت اور وقار اسے حاصل ہوگا جو اپنے ساتھ عمل کی پریکٹس کو عمل میں لا چکا ہوگا۔

ہمارے معاشرے میں بے عملی کا رجحان ہے اور یہ انتہائی بھیانک ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت معزز ہیں فلاں کام حقیر ہے اور ہمارے شایان شان نہیں ہے۔ معاشرہ میں اس سوچ اور خرابی کے باعث ترقی کے کام رک جاتے ہیں۔ انفرادی بے عملی مجموعی طور پر سماج اور ملک و قوم کو متاثر کرتی ہے۔ اس سے نہ صرف بے عمل آدمی کو اس کے خاندان کو بلکہ پوری جماعت اور قوم کو سخت نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ وقار عمل جہاں اس دنیا میں ترقی اور خوشحالی کا باعث ہے وہاں اس کے شیریں ثمرات سے اگلے جہان والی زندگی میں بھی حصہ ملتا ہے۔ یہ بات دکھ دہ ہے کہ ہمارے نوجوان بھائی وقارِ عمل کے فوائد سے ناواقف ہیں۔ اور اس کی عظمت کا شعور نہیں رکھتے۔ وہ اپنا قیمتی وقت یونہی بیکار خوش گپیوں۔ زیادہ وقت کھیل کود۔ آوارہ گردی۔ فضولیات اور دوسرے بے مقصد مشاغل کی نذر کر دیتے ہیں۔ دستکاری اور دوسرے مفید کاموں سے جی چراتے ہیں۔ دل لگا کر علم حاصل نہیں کرتے۔ کاہل اور سست ہو کر زندگی کے مقصد کو بھول کر زندگی کو صرف عیش و عشرت اور کھانے پینے کا نام دیتے ہیں۔ اور یوں وقت گذاری ہی ان کا مقصود ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگ اپنے خاندان اور سماج کے لئے ناپسندیدہ اور ان پر بارگراں ہوتے ہیں۔ کئی ایک نوجوان میرے نزدیک ایک فضول شوق کبوتر رکھنے اور انہیں اڑانے ہی میں مشغول نظر آتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کی زندگی میں ان کی بے عملی کی وجہ سے ایک ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر ہمت اور جرأت ختم ہو جاتی ہے ان کی استعدادیں اور صلاحیتیں زنگ آلود ہو کر ان کی نشوونما ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ مفت خوری۔ بیکاری اور آرام طلبی کو وہ اپنا شعار بنا کر جسمانی اور اخلاقی طور پر بالکل ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ اور معاشرہ کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرکے اس کی ترقی میں روک بن جاتے ہیں۔ بیکار پڑے ہوئے TOOL کی طرح ان کی قدریں زنگ آلود ہو جاتی ہیں۔ بے عملی اور بیکاری سے بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ ذہنی خلفشار میں بیکار آدمی مبتلا ہو جاتا ہے۔ سکون کے لئے بعض اوقات نشیات کا عادی ہو جاتا ہے۔ دوسری کئی برائیوں کا شکار بن جاتا ہے۔ باعمل انسان ہر لحاظ سے مطمئن اور پر سکون رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کام کرنے والے کو اپنا دوست رکھتا ہے۔

ہمارے کئی نوجوان وقار عمل اور محنت کی عظمت سے بے خبر چھوٹے موٹے کام کرنا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔ لیکن غیر ملکوں میں جا کر وہ ہر قسم کے کام کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ اور ہر قسم کا کام بخوبی سرانجام دے لیتے ہیں۔ اگر ہمارے یہی بھائی اپنے ملک میں ہی سخت محنت کریں۔ اور DIGNITY OF LABOUR کے تحت کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ خوشحال نہ بن سکیں۔

بعض احباب اس احساس کا شکار ہوتے ہیں کہ اگر ہم نے فلاں چھوٹا کام کیا تو اس میں ہماری ہتک ہے۔ لوگ ہمیں کمتر خیال کریں گے یا بری نظروں سے دیکھیں گے۔ یہ سوچ سراسر غلط اور احساس کمتری کا نتیجہ ہے۔ وگرنہ کسی کو کیا پڑی ہے جو مذاق اڑاتا پھرے۔ پھر اگر ایسی صورتحال سے دوچار ہونا بھی پڑے تو اس کو خاطر میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ضرب المثل ہے کہ بیکار سے بیگار بھلی۔ بیکار آدمی کا ذہن شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے۔

میں آخر میں اپنے بیکار بھائیوں کو دعوتِ عمل دیتے ہوئے یہ گذارش کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عملی زندگی بسر کریں اور اس طرح سے اپنے خاندان اپنے ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لئے اہم کردار ادا کریں۔

بقیہ صہ ۵ سے آگے

کا اس وقت رد عمل کیا ہوتا، جب کوئی ان کے روبرو شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کی تجویز پیش کرتا، بلاشبہ وہ اس حماقت پر سخت ناراض ہوتے اور کہتے "یو شٹ اپ"، ریاست کو شہریوں کے عقیدے سے کوئی تعلق نہیں یہ لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے"۔

قائد اعظم کا یہ جواب تخیل کی کسی پرواز سے حاصل نہیں کیا گیا، یہ جواب ان کی پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کی افتتاحی تقریر میں مضمر ہے، جہاں انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ ریاست کو حکومت کو شہریوں کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں اور پاکستان میں تمام لوگوں کو مکمل مذہبی آزادی ہو گی، کسی کے خلاف کوئی امتیازی سلوک نہ ہو گا۔

یہ ایک وعدہ تھا، جو قائد نے تمام پاکستانیوں سے کیا، کسی کو اس کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت نہ ہونی چاہیئے تھی۔ بہر طور اب جب کہ ہم نے اس وعدے کو ملیامیٹ کر دیا ہے، اقلیتوں کا ردعمل ناقابلِ فہم نہیں، لاہور کے مہذب اور خوش اطوار بشپ جان الیگزنڈر ملک بجا طور پر ناراض دکھائی دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ شناختی کارڈ کے بارے میں نیا فیصلہ اقلیتوں کو دبانے کے لئے کیا گیا ہے، اگرچہ یہ فیصلہ آئین اور سماجی انصاف کی تمام اقدار کے خلاف ہے، لیکن بنیاد پرست اقلیتوں کو غلام نہیں تو تیسرے درجے کا شہری بنانے پر ضرور تلے ہوئے ہیں۔ ملک صاحب نے یاد دلایا ہے کہ قیام پاکستان کے لئے اس علاقے کے مسیحیوں نے قائد کی مدد کی تھی اور مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا، جب کہ جن مذہبی عناصر نے ان کی مخالفت کی تھی، وہ آج مسیحیوں کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ بشپ ملک ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ اقلیتوں کو پریشان کرنے سے ویسی ہی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے، جیسی بھارت کے بعض حصوں میں پیدا ہو چکی ہے۔

مسیحی رہنما کہتے ہیں کہ وزیر اعظم نواز شریف سے بہتری کی توقع اب بھی کی جا سکتی ہے، ان کی ایک نمایاں خوبی لچک پذیری ہے، وہ فیصلے کرتے ہیں اور جو فیصلے غلط ثابت ہوں، انہیں واپس لینے میں پس و پیش نہیں کرتے۔ انہیں اقلیتوں کے احتجاج پر توجہ دینی چاہیئے اور شناختی کارڈ سے متعلق فیصلہ واپس لینے میں مزید تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔

"بہت سی روحانی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا علاج ڈاکٹروں سے کرایا جا سکتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو (کلام الٰہی) کو پڑھتا اور سمجھتا ہے پھر اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ مگر باوجود اس کے بعض بدیاں سرزد ہوتی ہیں۔ اسے اندیشہ کرنا چاہیئے کہ اسے کوئی جسمانی مرض لاحق ہے جو عموماً اعصابی قسم کا ہوگا۔ اور اسے ڈاکٹر سے اپنی صحت کے متعلق مشورہ لینا چاہیئے"۔

(حضرت امام جماعت الثانیؒ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اعلانِ نکاح

○ مکرم تنویر احمد صاحب شیخ ابن مکرم بشیر احمد شیخ صاحب (راولپنڈی) کا نکاح عزیزہ امتہ الرحمٰن بازغہ صاحبہ بنت مکرم فضل الرحمان صاحب سعید کے ساتھ مکرم مجیب الرحمان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع راولپنڈی نے مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۹۲ء بیت الحمد مری روڈ راولپنڈی میں بعوض حق مہر مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ پڑھا۔

○ مکرم ناصر احمد خان صاحب ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کا ٹھگڑی محلہ دارالیمن شرقی کا نکاح ہمراہ عزیزہ رضوانہ ناہید بنت رانا خلیل الرحمان صاحب آف شورکوٹ بعوض بیس ہزار روپے حق مہر پر مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۹۲ء بعد عصر بیت المبارک میں پڑھایا۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

اعلان ولادت

○ مکرم نعیم اللہ خان ملہی صاحب کارکن شعبہ کمپیوٹر تحریک جدید کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۹۲ء کو بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام طیبہ نعیم عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری حفیظ اللہ خانصاحب اشرف کی پوتی اور مکرم چوہدری سارنگ خانصاحب کھچی مرڈھ بلوچاں کی نواسی ہے۔

احباب نومولودہ کی درازیٔ عمر اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرمہ فردوس شمیم صاحبہ زوجہ مکرم محمد انور صاحب ہاشمی دیر سے بیمار ہیں۔

○ مکرم ناصر احمد خالد صاحب لاہور کی بیٹی عزیزہ عائشہ حبیبہ (کلاس ہشتم) بعارضہ بخار ٹائیفائیڈ بہت بیمار ہے۔

○ مکرم عبدالقدیر ملک صاحب (ساؤتھ فیلڈ امریکہ) کی دائیں آنکھ کے موتیا بند کا امریکہ میں چند دنوں تک اپریشن ہونے والا ہے

○ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں بلڈ پریشر شوگر اور دل کی تکلیف کے عارضہ میں عرصہ سات آٹھ سال سے مریض چلے آرہے ہیں۔ بعض اوقات حالت نہایت خطرناک ہو جاتی ہے۔

○ مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب وکالت علیاء کے خالو مکرم ماسٹر محمد بشیر صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ کا ۲۵ر اکتوبر کو جنرل ہسپتال لاہور میں ریڑھ کی ہڈی کا اپریشن ہوا ہے۔ وہ نیورو سرجری کے وارڈ میں داخل ہیں۔

○ مکرم سہیل مشتاق صاحب ابن مکرم مشتاق احمد صاحب کی ٹانگ کا اپریشن ہونا ہے

○ مکرم محمد ابراہیم باجوہ صاحب کی اہلیہ محترمہ بعارضہ جگر کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ مسلسل علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہو رہا

○ مکرم عبدالستار صاحب محافظ خزانہ کی اہلیہ محترمہ بغرضِ علاج فضلِ عمر ہسپتال میں داخل ہے۔

احباب ان سب کو اپنی نیم شب دعاؤں میں یاد رکھیں۔

○ جن طلباء کے امتحانات ہو چکے ہیں ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم منصور احمد صاحب نفیس نگر (سندھ) کے والد محترم مکرم چوہدری احمد علی صاحب عمر ۸۷ سال مورخہ ۲۶ر اکتوبر ۹۲ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی میت ۲۸ر اکتوبر کو ربوہ لائی گئی جنازہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک کے بیرونی احاطہ میں پڑھایا۔ آپ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

○ مکرم رانا وسیم احمد صاحب ابن رانا شبیر احمد صاحب پٹواری قلعہ کالر والہ ضلع سیالکوٹ کی ہمشیرہ محترمہ طاہرہ پروین صاحبہ بعمر ۲۲ سال مورخہ ۵ر اکتوبر ۹۲ء ۹ بجے شب بجلی کا شاک لگنے سے اچانک وفات پا گئی ہیں۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات اور لواحقین کے صبرِ جمیل کے لئے دعا کریں۔

تبدیلی سائیکل

○ "مورخہ ۲۰ر اکتوبر ۹۲ء کو مبارک پان شاپ نزد کیفے کوکن پر رات کے وقت سہراب سائیکل نمبر 1165AE ۔۔ کسی دوسرے پیکو سائیکل نمبر ۳۷۸۰ Z3 6 کے ساتھ تبدیل ہو گیا ہے جن صاحب کا یہ سائیکل ہو وہ دفتر عمومی میں اطلاع دیں۔"

ٹریفک نشانات کو پہچانئے

ٹریفک کے نشانات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک جن میں حکم دیا گیا ہو۔ دوسرے جن میں تنبیہ کی گئی ہو اور تیسرے جن میں اطلاع دی گئی ہو۔ ہر قسم کے نشان کی مختلف علامات ہیں۔ گول دائرے میں دیئے گئے نشانات حکم کے لئے ہیں۔ تکونے نشانات تنبیہ کے لئے ہیں اور مستطیل نشانات اطلاع فراہم کرتے ہیں۔

تکونے نشانات

پیدل چلنے والے گذر رہے ہیں۔ بچے گذر رہے ہیں۔ سائیکل چلانے والوں کے لئے۔

پھسلواں سڑک۔ بکھری ہوئی بجری۔ پتھر گر رہے ہیں۔

بقیہ صدا سے آگے

کو نقصان پہنچاتی ہیں ان کے لئے یہ تین ذریعے ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں کہ ان ذریعوں سے ان کو سزا ملتی ہے مگر کم ہیں جو نصیحت پکڑتے ہیں۔ مجھے تو ان مسلمان ملکوں پر زیادہ افسوس ہے جنہوں نے سچائی کو پایا۔ جنکی خاطر یہ شاندار کلام نازل فرمایا گیا۔۔۔۔ پھر بھی ان کی محرومی دیکھیں کہ یہ مکر سے دوڑ کر دوسرے مکر میں پناہ لیتے ہیں۔ جھوٹے بتوں سے بھاگ کر جھوٹے بتوں کی پناہ میں آتے ہیں یہ سوچتے نہیں اور سمجھتے نہیں کہ صرف ایک پناہ ہے۔ اور وہ اللہ کی پناہ ہے۔ اگر یہ سچائی پر قائم ہو جائیں۔ اگر یہ خدا کی عبادت سچے دل سے کریں۔ اور مکر کے جواب میں اعلیٰ تدبیر سے کام لیں لیکن جھوٹی تدبیر سے کام نہ لیں بلکہ اللہ کی پناہ مانگیں تو وہی ایک پناہ ہے جو دنیا کے ہر مکر سے بچا سکتی ہے۔"

(از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

گمشدگی سائیکل

○ "ایک نیا پیکو سائیکل سائز ۲۴" جسکا نمبر ۱۱۵۸۴-۸۵ ہے۔ مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۹۲ء کو جمعہ پر گم ہو گیا ہے۔ اس کا تالا کھلا رہ گیا تھا۔ جو صاحب بھی غلطی سے لے گئے ہوں دفتر عمومی میں پہنچا دیں۔"

سائنسی عجائبات ـــــــ عبدالستار خان

واٹر پروف کیمرہ بیگ

کیمرہ میں اگر نمی آجائے تو پوری فلم خراب ہو جاتی ہے اب جاپانیوں نے ایک ایسا واٹر پروف کیمرہ بیگ تیار کیا ہے جس میں متعدد پاکٹیں لگائی گئی ہیں اور اس میں ایک ایسی پاکٹ بھی لگائی گئی ہے جو مکمل طور پر واٹر پروف ہے۔ اس کے اندر نمی کے جانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا وزن صرف ساڑھے چار پونڈ ہے۔ اور نائلون سے تیار کیا گیا ہے اور اس کے مختلف سائز ہیں۔

جلدی امراض کا نیا علاج

ڈنمارک کی ایک دوا ساز کمپنی نے جلدی امراض کے لئے ایک مساح تیار کیا ہے جسے جلدی امراض کے لئے ایک بہت بڑی کامیابی قرار دیا جارہا ہے۔ یہ دوائی وٹامن ڈی ۔ ۳ سے اخذ کی گئی ہے۔ اس دوائی کو جلدی امراض کی صورت میں دن میں دو بار استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دوائی کے معیاری ہونے کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک سات ہزار مریضوں پر استعمال کی گئی ہے اور اس کی کامیابی کی شرح ۸۰ سے ۸۵ فیصد ہے۔ دوا ساز کمپنی کا نام "لیو وفارمانیٹکل" ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ: ۳ نومبر۔ موسمی کیفیات اعتدال پر ہیں۔ صبح اور رات کو سردی اور دوپہر کو قدرے گرمی محسوس ہوتی ہے۔

○ چناب ایکسپریس کے سکھر کے قریب حادثے کی تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔ گاڑی کے گارڈ اور کوبرا اور ریتی کے اسٹیشن ماسٹروں کے خلاف مقدمے درج کر دیئے گئے ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ اور دو مجسٹریٹوں سے عدالتی اختیارات واپس لے لئے ہیں شیخوپورہ کے ایک نوجوان کی پولیس حراست میں ہلاکت پر عدالت نے متعلقہ پولیس افسران اور پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر کے خلاف بھی کارروائی کی سفارش کی ہے۔ عدالت نے کہا کہ افسروں کو معاف کیا جاتا رہا تو پورا نظام برباد ہو جائے گا

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ اسلام آباد کا موسم گرم ہے مارشل لاء کی نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہواؤں کا رخ پنجاب کی طرف بڑھنا خطرناک ہے۔

○ وزارت خارجہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اکرم ذکی نے کہا ہے کہ اسلامی بنیاد پرستی کے فروغ سے انتہاپسند قوتیں مضبوط ہوں گی اور اعتدال پسند طبقہ کو دھچکا لگے گا۔ وہ فلاڈلفیا (امریکہ) میں ایک سیمینار سے خطاب کر رہے تھے۔

○ پیپلز پارٹی کے شیخ رفیق نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو خط لکھا ہے جس میں کہا ہے کہ پاکستان میں گیارہ صحافیوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ ان میں ملیحہ لودھی، شاہین صہبائی، اطہر مسعود، جواد نظیر، حامد میر، عباس اطہر، آثر جمیل، نصرت جاوید، اظہر سہیل اور حیدر جاوید شامل ہیں۔

○ قائم مقام سپیکر سندھ اسمبلی کے بیٹے کی گرفتاری کے لئے گھر پر پولیس نے چھاپہ مارا۔ سپیکر اجلاس چھوڑ کر اٹھ گئے۔

○ سری نگر میدان کارزار بن گیا ہے۔ تازہ جھڑپوں میں ۱۰ افراد ہلاک اور ۲۵ گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کے ۱۵۰ مکان اور دکانیں جلا کر خاک کر دی گئیں۔ گھر گھر تلاشیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

○ ایڈیشنل سیشن جج سرگودھا نے ایک عیسائی گل مسیح کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے پر موت کی سزا سنائی ہے۔ اس قانون کے تحت یہ پہلا فیصلہ سنایا گیا ہے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز نے کہا ہے کہ فوج نے سانحہ ٹنڈو بہاول کے ملزم فوج کے میجر کو سزائے موت سنا کر محاسبہ کی روایت پوری کر دی ہے۔ دوسرے یہ روایت کب ڈالتے ہیں یہ ان سے پوچھا جائے۔

○ پاکستان اور بھارت کے درمیان سیاچین کے مسئلے پر مذاکرات شروع ہو گئے ہیں۔

○ ایم کیو ایم کے مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے لیڈر مجرم تھے تو صدر، وزیراعظم اور وزراء ملاقاتیں اور وعدے کیوں کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ان سرکردہ لیڈروں کی گرفتاریوں پر انعام رکھا گیا ہے جنہیں اس سال جون کی بریفنگز میں شریک کیا جاتا رہا اور بعد میں وزیراعظم اور وزراء ان سے رابطے کرتے رہے

○ عالمی اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کی ان رپورٹوں کے بعد کہ امریکہ کے صدر بش کی ہار متوقع ہے۔ عراق میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بغداد میں جشن کا سا سماں ہے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف ترکی کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔

دانتوں کا معائنہ مفت۔ احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
رانا مدثر احمد
۴ بجے تا ۸ بجے شام

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۷۷۱ — ۶۰۶

ایک وقت میں تین کام

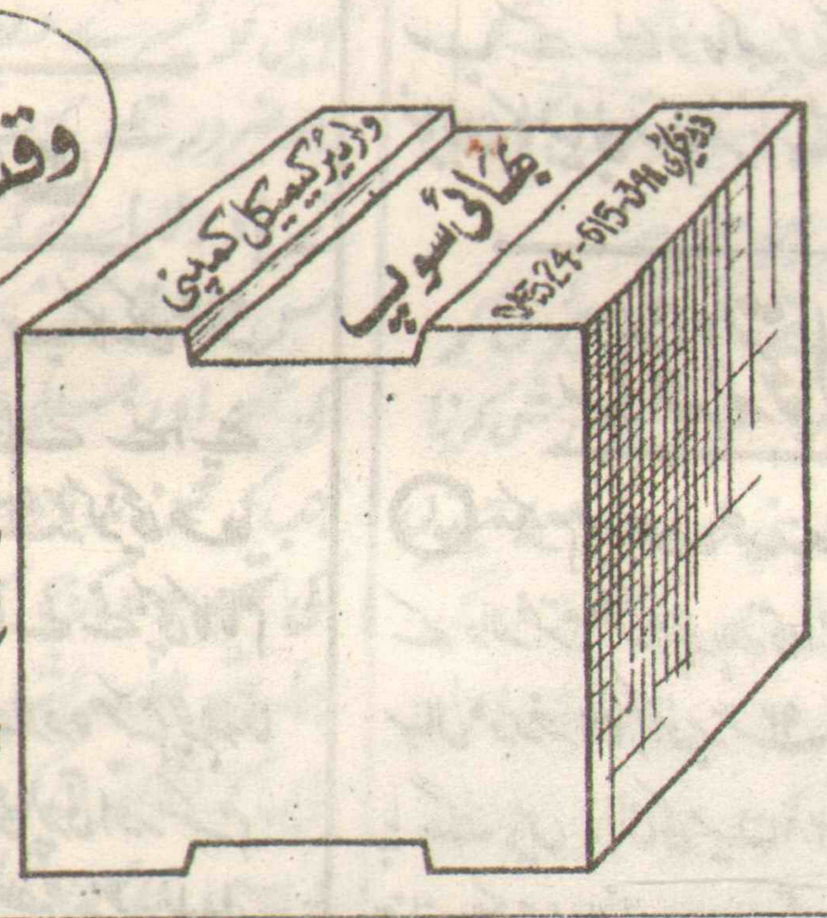

دھوئے بھی
چمکائے بھی
کپڑوں کو مہکائے بھی

بھائی سوپ رجسٹرڈ
WARRIOR WARRIOR

وزن میں پورا ● معیار میں اعلیٰ
بھائی سوپ جدید اور اعلیٰ اجزا سے تیار ہونے والا صابن جو کپڑوں کو صاف کرنے کیساتھ ساتھ متعدی امراض کے جراثیموں سے بھی پاک کرتا ہے۔
اونی سوتی اور ریشمی کپڑوں کی اعلیٰ دھلائی کے لئے مشہور زمانہ وارئیر کیمیکل کمپنی کا بھائی سوپ استعمال کریں!
وارئیر کیمیکل کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان فیصل آباد
فون نمبر سیل آفس فیصل آباد ۷۱۷۷۶۴ — ۴۷۷۶۴
فیکٹری ۶۱۵ — ۳۴۰/۴۵۲۴

چکن کڑاہی، چرغہ، مٹن کڑاہی کا اعلیٰ معیار پیش کرنے کے ساتھ ساتھ
اب ایک اور نئی فخریہ پیشکش
مچھلی فرائی
لذیذ چرغہ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ۔ فون دکان ۹۱۸ گھر ۸۰۱

حبوب مفید اٹھرا ۱۵ گرام -/۱۶ ۶۰ گرام -/۴۸
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) -/۱۵۰ روپے
زد جام عشق خاص -/۴۰۰ روپے
روشن کاجل -/۵ روپے
تریاق معدہ -/۱۰ روپے -/۲۰ روپے
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ